علوم السنہ
ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

# طلاق اور اس پر مرتب ہونے والے شرعی احکام کا تحقیقی جائزہ

# A Research Review of Divorce and Shari'a Rulings on it

**Bashir Ahmad***
Ph.D Scholar, Muslim Youth University, Islamabad

**WasiUllah**
MPhil Scholar Department of Islamic Thought and Culture
NUML University Islamabad

## Abstract:

Divorce is considered an undesirable act in Islam but is permitted when marital life becomes untenable. It is not merely the utterance of a word but an act that triggers the application of several significant Shariah rulings, adherence to which is obligatory for both spouses. However, in contemporary times, many shortcomings are observed in the observance of these rules. This research article provides a comprehensive review of the Shariah regulations associated with divorce, aiming to highlight their importance and foster a deeper understanding of their application. The study draws upon the teachings of the Qur'an, the Sunnah of the Prophet (PBUH), and classical Islamic jurisprudence while also addressing modern societal issues related to divorce. The objective is to promote awareness and compliance with Islamic principles governing post-divorce matters, ensuring justice, balance, and adherence to divine guidance in resolving familial disputes and maintaining social harmony within the framework of Islamic law.

**Keywords**: Divorce In Islam, Shariah Rulings on Divorce, Islamic Family Law, Post-Divorce Regulations, Islamic Jurisprudence, Marital Disputes in Islam

## تمہید:

اسلام میں نکاح صرف ایک عقد نہیں بلکہ جب یہ رشتہ جب قائم ہو جاتا ہے تو اس میں پائیداری اور ہمیشگی مقصود ہوتی ہے تاکہ مرد وعورت باہم وابستہ رہ کر عفت وپاکبازی کے ساتھ مسرت وشادمانی کی زندگی گزار سکیں، جس طرح وہ کسی کی اولاد ہیں، اسی طرح ان سے بھی اولاد کا سلسلہ چلے، لیکن یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ ازدواجی زندگی میں اختلافات اور ناراضگی ہونا ایک فطری بات ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے ازواج مطہرات سے ناراضگی ہوئی تھی ،لہذا ناراضگی کا پیدا ہونا ایک فطری بات ہے لیکن اس ناراضگی کے نتیجہ میں بیوی کو طلاق دینا ایک ناپسندیدہ عمل ہے ،اور قرآن وسنت کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر میاں بیوی میں آپس میں اختلافات اور ناراضگی پیدا ہو جائے تو اس کو آپس میں مل بیٹھ کر حل کرنا چاہیے اور حتی الامکان زوجین ان معاملات کو آپس میں خوش اسلوبی سے ختم کریں کسی بھی قسم کا ناخوشگوار واقعہ یا طلاق تک نوبت نہیں آنی چاہیے، لیکن ان سب کے باوجود کبھی

* Email of corresponding author: basheerahmad@agico.com.pk

کبھار گھریلوں زندگی میں ایسے حالات پیش آجاتے جس میں زوجین کے لئے اکٹھا رہنا مشکل ہو جاتا ہے، لہذا ان حالات میں شریعت مطہرہ نے خلاصی کے لئے شوہر کو طلاق کا حق دیا ہے اور عورت کو خلع کا حق دیا ہے، جبکہ طلاق کے واقع ہونے بعد چونکہ زوجین کے لئے بہت سارے شرعی احکام عائد ہوتے ہیں، لہذا اس مقالہ میں ان شرعی احکام کو جائزہ لیا گیا ہے۔

**طلاق کا لغوی مفہوم:**

طلاق لغت میں "کھول دینے یا قید اٹھانے" کو کہتے ہے، صاحب در مختار لکھتے ہیں:

"هو لغةً رفع القيد "[1]

یعنی طلاق قید کو ختم کرنا ہے۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی نے اپنے مایہ ناز کتاب "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں لکھتے ہیں:

"الطلاق لغة، حل القيد والإطلاق، ومنه ناقة طالق، أي مرسلة بلا قيد، وأسير مطلق، أي حل قيده وخلي عنه، لكن العرف خص الطلاق بحل القيد المعنوي، وهو في المرأة، والإطلاق في حل القيد الحسي في غير المرأة.[2]

طلاق لغت میں اطلاق اور قید کو آزاد کرنے کو کہتے ہے، اور اونٹنی آزاد ہے اسی سے نکلا ہے اسی طرح قیدی آزاد اس قیدی کیلئے بولا جاتا ہے جب اس کو قید سے چھوڑ دیا جائے، لیکن عرف میں "طلاق" کا لفظ قید معنوی (نکاح) سے آزادی حاصل کرنے کیلئے خاص کیا گیا ہے، جبکہ "اطلاق" عورت کے علاوہ حسی قید سے آزادی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

**اصطلاحی اور شرعی تعریف:**

فقہاء کی اصطلاح میں طلاق قید نکاح کو فوراً یا بعد میں، کسی مخصوص لفظ یا اس کے قائم مقام کے ذریعہ ختم کرنا ہے۔

چنانچہ صاحب در المختار لکھتے ہیں:

" وشرعاً رفع قيد النكاح فى الحال او المال بلفظ مخصوص-[3]

ترجمہ: یعنی طلاق فوری یا تاخیری اثر کے ساتھ مخصوص لفظ کے ذریعے نکاح کے قید کو ختم کرنا ہے۔"

فوری اور فی الحال اثر سے مراد "طلاق بائن" ہے کیونکہ اس میں فورا طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نکاح ختم ہو جاتا ہے، جبکہ تاخیری اثر یا فی المآل سے مراد طلاق رجعی ہے، جس میں عدت گزرنے کے بعد طلاق کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور لفظ مخصوص سے مراد صریح یا کنایہ ہیں جن سے طلاق واقع ہوتی ہے۔

**طلاق کی مشروعیت:**

طلاق کی مشروعیت کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع امت اور قیاس سے ثابت ہے۔

**قرآن سے ثبوت:**

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾[4]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا اچھے طریقے سے روکے رکھنا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔

دوسری جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾[5].

ترجمہ: ای نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو۔

**احادیث مبارکہ سے ثبوت:**

احادیث مبارکہ میں طلاق کی مختلف تفاصیل اور واقعات موجود ہے، جو طلاق کی مشروعیت کی جامع دلیل ہے البتہ نمونہ کے طور پر چند احادیث ملاحظہ ہو:

ما روى عن ابن عمر - رضي الله عنهما - أنَّ رسول الله - صلَّى الله عليه وسلَّم قال: أبغَضُ الحلال إلى الله الطلاق-[6]

ترجمہ: عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت کے نزدیک مباح چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دی تھی پھر رجوع فرمالیا۔

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- طلق حفصة ثم راجعها-[7]

**اجماع سے ثبوت:**

"واجمع الناس على جواز الطلاق- "[8]

یعنی لوگوں نے طلاق کے جواز پر اجماع کیا ہوا ہے۔

## مشروعیت کی حکمت:

شریعت مطھرہ نے نکاح سے پہلے مرد اور عورت دونوں کیلئے واضح ہدایات بتلائی ہیں کہ پیغام نکاح کے وقت رفیق حیات کے انتخاب میں بڑے سوچ سمجھ سے کام لیں، تاکہ کہی معمولی غفلت، حب جاہ اور حب مال زندگی کی مزے کو خراب نہ کرے، چنانچہ بہت ساری احادیث مبارکہ میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں صرف حسن وجمال کی بنیاد پر نکاح سے منع فرمایا:

"عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : لا تزوجوا النساء لحسنهن . فعسى حسنهن أن يرديهن . ولا تزوجوهن لأموالهن . فعسى أموالهن أن تطغيهن . ولكن تزوجوهن على الدين . ولأمة خرماء سوداء ذات دين أفضل-[9]

ترجمہ: عورتوں سے حسن وجمال کی وجہ سے نکاح نہ کرو، کیونکہ ممکن ہے کہ ان کا حسن ان کو برباد کردے، نیز ان کے مال کی وجہ سے ان کو نکاح میں مت لاؤ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ ان کے مال ان کو سرکش بنا دے، بلکہ ان سے نکاح ان کی دینداری کی وجہ سے کرو بلاشبہ وہ باندی جس کے کان کٹے ہوئے ہوں اور کالے رنگ کی ہو، لیکن دیندار ہو بدرجہا افضل ہے۔"

نیز صحیحین کی ایک روایت میں رفیق حیات کے اوصاف کو بڑے واضح انداز میں بیان فرمایا:

"عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي قال تنكح المرأة لأربع لمالها ولحسبها وجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك-[10]

ترجمہ؛ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت سے نکاح چار اوصاف کی وجہ سے کیا جاتا ہے، مال کی وجہ سے، خاندان کی وجہ سے، خوبصورتی کی وجہ سے اور دینداری کی وجہ سے، سو تم دیندار کو حاصل کرو تمھارے ہاتھ خاک آلود ہو۔"

ایک صحابی رسول ﷺ نے جب ایک عورت کیلئے پیغام نکاح دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

"عن المغيرة بن شعبة : أنه خطب امرأة فقال النبي صلى الله عليه و سلم انظر إليها فإنه أحرى أن يؤدم بينكما-[11]

ترجمہ: تم اس کو دیکھ لو، اس لئے کہ یہ چیز تم دونوں کے درمیان الفت کا باعث ہوگی۔"

ایک اور روایت میں عورت کی مزید دو صفات بیان فرمائیں اور فرمایا: کہ زیادہ محبت اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، ملاحظہ ہو:

"تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم-[12]

ترجمہ: تم محبت کرنے والی اور بچہ جننے والی عورت سے نکاح کرو، اس لئے کہ تمھاری تعداد کی وجہ سے میں دوسری امتوں پر قیامت کے دن فخر کرونگا۔"

جبکہ نکاح کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سرپرستوں سے فرمایا:

"إذا خطب إليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه إن لا تفعلوه تكن فتنة في الأرض وفساد عريض"-[13]

ترجمہ: جب تمہارے پاس ایسے شخص کا پیغام نکاح آجائے جس کی دینداری اور اخلاق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کردو، اگر ایسا نہیں کروگے تو اس سے زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہوگا۔

لیکن بعض اوقات ان تمام ہدایات کے باوجود زوجین کی زندگی میں سکون نہیں ہوتا، چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوجین یا تو ان ہدایات پر عمل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں یا کبھی بعد میں ایسے عوارض پیش آتے ہیں جو ان کی زندگی میں اضطراب پیدا کرتا ہے،

مثلاً کوئی ایک مرض کا شکار ہو جائے، یا نان نفقہ اور حقوق زوجیت کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے، کبھی کچھ اور خارجی چیزیں ہوتی ہیں جو زوجیت کے رشتے کو اضطراب میں مبتلا کرتی ہیں، لیکن ایسی صورتحال میں بھی زوجین کو نصیحت اور صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے، خصوصاً جب کوتاہی عورت کی طرف سے ہو تو ایسے موقع پر قرآن کا فیصلہ بڑا حکیمانہ ہے:

﴿وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئاً ويجعل الله فيه خيرا كثيراً-﴾[14]

ترجمہ: اور بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کرو، اگر وہ تمھیں ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس کے اندر کوئی بڑی بھلائی رکھ دے۔

مگر بسا اوقات زوجین کو صبر و تحمل میسر نہیں آتا یا آتا ہے مگر فائدہ مند نہیں ہوتا یا زوجین کو ایسی کوئی نفسیاتی کیفیت لاحق ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ صبر نہیں کر سکتے اور اس حالت میں یا تو حقوق اللہ اور حقوق العباد پامال ہو جاتے ہے یا کم از کم وہ حکمت اور مقصد فوت ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نکاح مشروع ہوا ہے ،لہذا ایسی صورتحال میں جہاں دو ضرر سامنے ہو ،اخف اور ہلکے ضرر کو برداشت کرکے طلاق کو مشروع کیا گیا ہے، تاکہ کسی بڑے مفسدے سے بچا جا سکے، چنانچہ فقہ کا ایک مشہور قاعدہ ہے:

"یختار اهون الشرین- "[15]

دو شروں میں آسان شر کو اختیار کیا جائے گا۔

لہذا ذیل میں طلاق پر مرتب ہونے شرعی احکام کا جائزہ ملاحظہ ہو۔

## شوہر کیلئے رجوع کا ثبوت:

طلاق کے واقع ہونے کے بعد شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ رجوع کا صرف طلاق رجعی میں حاصل ہوتا جس میں شوہر یوں تو صریح الفاظ سے ایک طلاق یا دو طلاقیں دیدے تو اس میں عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے۔

رجوع کے معنٰی "لوٹانے" کے ہیں، جبکہ فقہاء کی اصطلاح میں "طلاق رجعی" ہر اس طلاق کو کہتے ہے جس میں طلاق کے صریح الفاظ سے ایک یا دو طلاق دی جائے۔

لہذا کسی نے اگر ایک یا دو رجعی طلاقیں دیدی تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس سے رجوع کرے، اس صورت میں دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں، عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو، اس کو اختیار نہیں اور اگر تین طلاقیں دے دیں تو اس میں رجوع کا اختیار نہیں۔

رجعت سے متعلق فقہاء کرام نے بہت ساری شرائط ذکر کی ہے، مگر سب کا خلاصہ یہ ہے کہ رجعت طلاق رجعی کے بعد ہی متحقق ہو سکتی ہے، رجعی کے علاوہ طلاق کے جتنے اقسام ہیں ان کے اندر رجعت جائز نہیں، چنانچہ علامہ شامی نے اس شرط کی تصریح کی ہے:

"ولا یخفی ان الشرط واحد هو کون الطلاق رجعیاً-"[16]

شرط تو حقیقت میں ایک ہی ہے یعنی طلاق رجعی ہونا۔

## رجوع کا طریقہ:

رَجوع زبانی اور عمل دونوں سے ہوتی ہے، "زبانی رجعت" کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ شوہر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیو کو لوٹالیا، پھر اس کی اطلاع بیوی کو کر دے۔

اگر گواہ نہ بھی بنائے، ویسے ہی بیوی کو کہہ دے کہ: میں نے تم کو نکاح میں لوٹالیا تو رجعت صحیح اور درست ہو جائے گی، البتہ گواہ کا ہونا بہتر ہے۔

اور رجعت کا "فعلی طریقہ " یہ ہے کہ شوہر بلا کچھ بولے بیوی سے وطی کرلے یا بوس وکنار کرلے، بس رجوع ہو جائے گا البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ رجوع کرنے سے بیوی تو نکاح میں لوٹ آتی ہے، مگر دی ہوئی طلاق واپس نہیں ہوتی، اس لیے اگر ایک طلاق دے کر رجوع کیا تو اب دو طلاق کا مالک ہے اور اگر دو طلاق کے بعد رجوع کیا تو بس ایک ہی طلاق کا مالک ہے، تیسری کے بعد رجوع کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

"وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض ۔ولا بد من قيام العدة .... والرجعة أن يقول راجعتك أو راجعت امرأتي " وهذا صريح في الرجعة"۔[17]

اور جب آدمی اپنے بیوی کو ایک یا دو طلاق رجعی دیدے تو وہ عدت کے اندر اس سے رجوع کر سکتا ہے، خواہ عورت رجوع پر راضی ہو یا نہ ہو، لیکن رجوع کیلئے عدت کا باقی رہنا شرط ہے، اور رجوع یہ ہے کہ اپنے بیوی سے یوں کہیے: میں نے آپ سے رجوع کر لیا یا میں نے اپنے بیوی سے رجوع کر لیا اور رجوع کرنے میں صریح طریقہ ہے۔"

اور علامہ وھبۃ الزحیلی لکھتے ہے:

"إمكان المراجعة في العدة: يملك المطلّق مراجعة مطلقته بالقول اتفاقاً، وكذا بالفعل عند الحنفية والحنابلة والمالكية، ما دامت في العدة، فإذا انقضت العدة بانت منه، فلم يملك رجعتها إلا بإذنها"[18]

طلاق رجعی کے اثرات میں ایک اثر یہ ہے کہ عدت میں رجوع ممکن ہوتا ہے، اور مطلق کو اپنی بیوی سے قول کے ذریعے سے اتفاقاً رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے، اسی طرح بالفعل بھی اس کو رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے، جمہور حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کا یہی موقف ہے، لیکن یہ رجوع کا حق صرف عدت کے باقی رہنے تک ہوگا جیسے ہی عدت ختم ہو جائے گا تو عورت بائنہ ہو جائے گی پھر بیوی کی اجازت کے بغیر رجوع کا حق نہیں ہوگا۔"

### حمل اور اسقاط حمل بھی مانع رجعت:

رجعت کے لئے عدت کا ہونا ضروری ہے ورنہ عدت کے بعد عورت نکاح سے نکل جاتی ہے اور پھر تجدید نکاح کے بغیر بیوی بنانا درست نہیں ہو گا اور جس طرح تین حیض سے عدت پوری ہو جاتی ہے اسی طرح حمل اور اسقاط حمل سے بھی عدت پوری ہو جاتی ہے اور رجعت کا حق ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں:

"وإذا أسقطت تام الخلق أو ناقص الخلق بطل حق الرجعة لانقضاء العدهز۔"[19]

جب اسقاط حمل ہو گیا یہ اسقاط جنین کامل کا ہو یا ناقص کا اس رجعت کا حق ختم ہو گیا۔

### عورت کے ذمے عدت کا وجوب:

عدت کے لغوی معنی شمار کرنے کے ہیں، جبکہ شرعی اصطلاح میں عدت اس معین مدت کو کہتے ہیں جس میں شوہر کی موت یا طلاق یا خلع کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائیگی ہونے پر عورت کے لئے بعض شرعی احکامات کی پابندی لازم ہو جاتی ہے۔

عدت کی شرعی حیثیت:

قرآن وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ شوہر کی موت یا طلاق یا خلع کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائیگی ہونے پر عورت کے لئے عدت واجب (فرض) ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء-﴾[20]

طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکی رکھیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

"﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف ولا تمسكوهن ضراراً لتعتدوا او من يفعل ذالك فقد ظلم نفسه- ﴾[21]

یعنی جن عورتوں کو طلاق دیدی جائے تو ان کے عدت کا انتظار کرو اور بلا وجہ ان کو ستاؤ مت۔ علامہ وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"وأما الإجماع: فقد أجمعت الأمة على وجوب العدة، في الجملة، وإنما اختلفوا في أنواع منها"[22]

رہا اجماع تو امت کا فی الجملہ عدت کے وجوب پر اجماع ہے، البتہ اس کے اقسام میں تھوڑا اختلاف ہے۔"

اگر شوہر نے اپنے ایسی بیوی کو جس کے ساتھ ہمبستری یا تنہائی اختیار کی ہو، طلاق دیدے تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر (جس میں طلاق دی ہے) بیٹھی رہے۔ اس گھر سے باہر نہ نکلے، نہ دن کو نہ رات کو، نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ جب پورے تین

حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی اور گھر سے نکلنے اور نکاح کرنے کی پابندی ختم ہو گئی۔ مرد نے چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔

**حاملہ عورت کی عدت:**

حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے اس سے قبل کسی بھی طرح آزاد نہیں ہو سکتی نہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، خواہ وضع حمل میں مکمل 9 مہینے لگ جائے یا چند ایام یا گھنٹوں میں عدت پوری ہو جائے۔

"وفي الدر المختار:

(و) في حق (الحامل) مطلقًا ولو أمةً، أو كتابيةً (وضع) جميع (حملها)[23]"

یعنی عدت حاملہ عورت کے حق میں خواہ آزاد عورت ہو یا باندی ہو یا کتابیہ عورت ہو وضع حمل ہے۔

**عدت کے دوران زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم:**

اگر کسی عورت کو طلاق بائن دے دی گئی ہو تو ایسی عورت پر عدت میں زیب وزینت، بناؤسنگھار کرنا، خوش بو لگانا، چوڑیاں اور نئے کپڑے وغیرہ پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کپڑے پرانے ہونے کی وجہ سے ناقابلِ استعمال ہو جائیں اور نیا لباس معمولی اور سادہ ہو، زینت میں نہ آتا ہو، شوخ رنگ نہ ہو تو اس کی اجازت ہو گی۔

طلاقِ رجعی کی صورت میں (یعنی جب شوہر نے صریح الفاظ سے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں) عدت میں عورت زیب وزینت ، بناؤسنگھار کر سکتی ہے، بلکہ اس دوران زیب وزینت اختیار کرنا مستحب ہے؛ تاکہ شوہر رجوع کی جانب آمادہ ہو جائے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "بحر الرائق" میں ہے:

"وجب في الموت إظهاراً للتأسف على فوات نعمة النكاح؛ فوجب على المبتوتة إلحاقاً لها بالمتوفى عنها زوجها بالأولى؛ لأن الموت أقطع من الإبانة ...دخل في ترك الزينة الامتشاط بمشط أسنانه ضيقة لا الواسعة، كما في المبسوط، وشمل لبس الحرير بجميع أنواعه وألوانه ولو أسود، وجميع أنواع الحلي من ذهب وفضة وجواهر،".[24]

ترک زینت موت کی صورت میں نعمت نکاح کے فوت ہونے کے غم کی وجہ سے واجب قرار دیا گیا ہے، لہٰذا مطلقہ مبتوتہ کو بھی ایسی عورت کیساتھ لاحق کیا گیا جس کا شوہر فوت ہو چکا ہو۔ اس لئے کہ موت تو ابانت کے مقابلے میں زیادہ ختم کرنے والی چیز ہے، پھر ترک زینت میں دانتوں میں فاصلہ کرنا، ریشم پہننا، اسی طرح ہر قسم زیورات اور ہیرے وجواہرات سب شامل ہیں۔"

**عدت میں نان نفقہ اور رہائش:**

عدت ختم ہونے تک مطلقہ کا اپنے شوہر کے گھر میں رہنا لازم ہے، ہاں جہاں عورت کے عزت وآبرو اور جان محفوظ نہ ہو تو وہاں سے محفوظ جگہ کی طرف منتقل ہو سکتی ہے اور اس دوران عدت ختم ہونے تک کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔ میاں بیوی کی حیثیت مدِ نظر رکھتے ہوئے خرچہ دینا ہوگا، یا باہمی رضامندی سے جو مقدار طے کرلیں۔

"المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعيا أو بائنا، أو ثلاثا حاملا كانت المرأة، أو لم تكن۔[25]

وہ عورت جو مطلقہ ہو وہ نان نفقہ اور رہائش کی مستحق ہے خواہ مطلقہ رجعیہ ہو یا بائنہ ہو مغلظہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو۔"

اسی طرح شوہر کے مکان میں عدت گزارنے کے سلسلے میں علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

"يلزم أن تلزم المنزل الذي يسكنان فيه قبل الطلاق"[26].

عورت پر اس مکان میں رہنا لازم ہے جس میں طلاق سے پہلے رہائش پذیر تھے۔"

**مطلقہ کو ساتھ سفر پر لیجانا:**

جس عورت کو طلاق بائن یا طلاق مغلظہ دیدی گئی ہو، تو ایسی عورت کو عدت کے درمیان سفر میں ساتھ لیجانا درست نہیں، چاہے حج ہی کا سفر ہو کیوں نہ ہو، نہ شوہر کیلئے یہ جائز ہے اور نہ کسی اور محرم رشتہ دار کیلئے، البتہ اگر طلاق رجعہ دی ہو اور رجعت کا اردہ ہو تو شوہر ساتھ لیکر سفر کر سکتا ہے۔

**عدت کے دوران نکاح اور پیغام نکاح کا حکم:**

جس طرح عدت کے دوران نکاح درست نہیں اسی طرح جو عورت عدت گزار رہی ہو اس کو صاف الفاظ میں نکاح کا پیغام دینا اور بات پکی کرلینا کہ عدت کے بعد تم مجھ سے نکاح کرلینا، جائز نہیں، البتہ عدت میں نکاح کا مناسب اشارہ دینے کی اجازت ہے، جس سے وہ عورت سمجھ جائے کہ اس شخص کا ارادہ عدت کے بعد پیغام دینے کا ہے، مثلاً کوئی اتنا کہلوائے کہ میں بھی کسی مناسب رشتے کے تلاش میں ہو، اب یہ ایک تعریض اور اشارہ ہے، اس عورت سے نکاح کرنے کا، لیکن صراحتاً اشارہ نہیں، اس لئے اس کی گنجائش ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَه﴾۔[27]

یعنی عدت میں اشارتاً وکنایۃً پیغام نکاح دینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن باقاعدہ پکا عقد نہیں کرنا چاہیے۔

## عدت میں مسئلہ میراث:

اگر عدت کے دوران زوجین میں سے ایک کی وفات ہو جائے، تو بعض حالات میں ایک دوسرے سے میراث پائیں گے اور بعض حالات میں نہیں، اسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

مطلقہ رجعیہ کی عدت میں اگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو جائے تو بالاتفاق ایک دوسرے کا وارث ہونگے، چاہے طلاق حالت مرض میں دی ہو یا حالت صحت میں۔

طلاق بائن یا مغلظہ صحت میں دی گئی ہو اور میاں بیوی میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو بھی بالاتفاق ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔

شوہر نے مرض وفات میں طلاق بائن یا مغلظہ دی ہو مگر عورت کے مطالبہ پر دی ہو اور طلاق پر رضامند تھی، تو اس صورت میں بھی بالاتفاق بیوی کو شوہر کے میراث میں حصہ نہیں ملے گا۔

شوہر نے مرض وفات میں طلاق بائن اور مغلظہ دی مگر بیوی رضامند نہیں تھی، بلکہ شوہر پنی مرضی سے طلاق دی تھی تو اس صورت میں حنفیہ، مالکیہ، اور حنابلہ کے نزدیک عورت شوہر کے میراث میں حقدار ہو گی جبکہ شوافع کے ہاں حقدار نہیں ہو گی۔

## طلاق کے بعد بچے کی پرورش کا حق:

میاں بیوی کے درمیان جب کسی وجہ سے جدائی ہو جائے تو پروش کا حق بدستور ماں کے پاس ہی رہتا ہے تاوقتیکہ کہ بیوی خود بچے کو پرورش میں لینے سے انکار کرے یا ایسی جگہ میں شادی کرے جو بچے کا محرم رشتہ دار نہ ہو تو پھر پرورش کا حق ماں سے ختم ہو جائے گا اور پھر پرورش کا حق نانی پھر دادی اگر یہ بھی نہ ہو پھر سگی بہنوں کا ہے، اس کے بعد ماں شریک بہن کی بیٹی اس کے بعد حقیقی خالہ، اس کے بعد ماں کے اعتبار سے خالہ، اس کے بعد باپ کے اعتبار سے خالہ اس کے بعد باپ شریک بہن کی بیٹی، اس کے بعد حقیقی بھائی کی بیٹی پھر ماں شریک بھائی کی بیٹی، اس کے بعد باپ شریک بھائی کی بیٹی، اس کے بعد حقیقی پھوپھی، پھر ماں کے اعتبار سے پھوپھی، پھر باپ کے اعتبار سے پھوپھی، پھر ماں کی خالہ اس کے بعد باپ کی خالہ اس کے بعد ماں اور باپ کی پھوپھیاں پرورش کا حقدار ہیں۔

اگر بچہ کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کے لیے نہ ملے تو پھر حق پرورش ان مردوں کی طرف لوٹے گا جو عصبہ رشتہ دار ہو اور ان رشتہ داروں میں جو وارث ہونے کے اعتبار سے مقدم ہو گا وہی حق پرورش کا بھی ذمہ دار ہو گا، فقہاء نے مردوں میں حق پرورش کی ترتیب یوں لکھی ہے، باپ، دادا، پردادا وغیرہ، اس کے بعد سگا بھائی، پھر باپ شریک بھائی، پھر بھتیجہ، پھر باپ شریک بھائی کا لڑکا، پھر باپ شریک چچا، پھر چچازاد وغیرہ۔

"أحق الناس بحضانة الصغير حال قيام النكاح، أو بعد الفرقة الأم ... وإن لم يكن له أم تستحق الحضانة بأن كانت غير أهل للحضانة أو متزوجة بغير محرم أو ماتت فأم الأم أولى من كل واحدة، وإن علت، فإن لم يكن للأم أم فأم الأب أولى ممن سواها"[28]

بچے کی پرورش کا حق دار اس کی ماں ہے خواہ نکاح قائم ہو یا طلاق کے بعد، اور اگر ماں نہ ہو خواہ پرورش کے اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے یا غیر محرم کے ساتھ نکاح کی وجہ سے یا فوت ہو چکی ہو تو پھر نانی حق دار ہے یا نانی کی ماں وغیرہ اور اگر نانی یا نانی کی ماں وغیرہ نہ ہو تو دادی اور دادی کی ماں کو پرورش کا حق حاصل ہو گا۔"

## حضانت کے دوران بچہ کو دوسرے مقام پر لے جانا:

اگر بچہ کی ماں شوہر کی عدت میں ہے تو دورانِ عدت وہ خود بھی شوہر کے گھر میں رہے گی اور بچہ کو بھی وہیں رکھے گی۔ لیکن عدت ختم ہونے کے بعد وہ مندرجہ ذیل مقامات کی طرف مدت حضانت کے دوران بچہ کو لے جا سکتی ہے۔ کسی قریبی شہر کی طرف لے جا سکتی ہے جس شہر کا ماحول شوہر کی جائے سکونت کے ماحول جیسا ہو، اور جہاں باپ دادا وغیرہ اگر چاہیں تو دن دن میں بچہ کو مل کر رات ہونے سے قبل واپس گھر آ سکیں۔

ایسے دور شہر کی طرف بھی لے جا سکتی ہے جو شہر اس عورت کا وطن ہو اور شوہر نے اس شہر میں اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہو لیکن عورت بچہ کو کافروں کے ملک کے شہر کی طرف نہیں لے جا سکتی۔

"وإن أرادت المرأة أن تخرج من المصر الذي هو فيه إلى غيره فللزوج أن يمنعها من الخروج سواء كان معها ولد أو لم تكن وكذلك إذا كانت معتدة لا يجوز لها الخروج مع الولد وبدونه ولا يجوز للزوج إخراجه------ فإن كانت قريبة ووقع أصل النكاح فيها فلها ذلك "[29]

"اگر عورت اس شہر سے جس میں وہ رہائش پذیر ہے نکلنا چاہے تو شوہر کیلئے جائز ہے کہ اس کو منع کرے خواہ بچہ ساتھ ہو یا نہ ہو، اسی طرح عدت کے دوران بھی خواہ بچہ ساتھ ہو یا نہ ہو نکلنا جائز نہیں اور نہ شوہر کیلئے اس کا نکالنا جائز ہے لیکن اگر شہر ایسی ہو کہ قریب ہو اور اصل نکاح بھی اسی شہر میں ہو چکا ہو تو پھر عدت کے بعد اس میں جا سکتی ہے۔"

## پرورش کا خرچہ:

اگر بچہ کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو پھر حضانت کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور اگر پرورش کرنے والی عورت ماں کے علاوہ ہو یا ماں ہو لیکن اس کی عدت ختم ہو چکی ہو یا وہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو وہ حضانت کی اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے، لیکن یہ خرچہ حسب استطاعت شوہر پر لازم ہے، استطاعت سے زیادہ مطالبہ کرنا درست نہیں۔

"اتفق الحنفية على المختار، والمالكية على المشهور على وجوب أجرة مسكن الحضانة للحاضن والمحضون إذا لم يكن لهما مسكن؛ لأن أجرة المسكن من النفقة الواجبة للصغير--- بحسب حال الأب۔"[30]

"حنفیہ کے ہاں اور مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق رہائش کا خرچہ بھی شوہر پر واجب ہے، اگر ان کے پاس رہائش کا انتظام نہ ہو، اسلئے کہ رہائش کا خرچہ بچے کے واجب خرچہ میں سے ہے، اور یہ خرچہ اس بچے کے باپ کے استطاعت کے مطابق ہو گا۔"

## پرورش کی مدت:

زوجین کے جدائی کے بعد بچے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہو گا اور یہ حق کب تک حاصل رہے گا اور کب اس کا اختتام ہو گا؟ اس بارے میں ضروری تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

- حنفیہ کے مطابق لڑکا ماں کی پرورش میں رہے گا یہاں تک کہ وہ پرورش سے مستغنی ہو جائے، خود کھا پی سکے، کپڑے وغیرہ پہن سکے اور استنجاو غیرہ کر سکے اور بچہ تقریباً سات سال کی عمر میں یہ باتیں سیکھ جاتا ہے، اس لیے سات سال کی عمر تک بچہ ماں کی پرورش میں رہے گا اور ایک قول کے مطابق بچہ نو سال تک ماں کی پرورش میں رہے گا۔
- اگر پرورش کرنے والی ماں، نانی یا دادی ہو تو بچی بالغ ہونے تک ان کی پرورش میں رہے گی اور ان کے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والا ہو تو بچی نو سال تک ان کی پرورش میں رہے گی۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچی خواہ ماں وغیرہ کی پرورش میں ہو یا کسی اور کی پرورش میں بہر حال جب وہ نو سال کی ہو جائے تو اس کی پرورش کا حق ختم ہو جائے گا۔
- جب ماں، نانی اور دادی وغیرہ کی حضانت کا حق ختم ہو جائے تو بچہ یا بچی باپ دادا وغیرہ کو دے دیئے جائیں گے تاکہ وہ ان کی تعلیم و تربیت اور شادی وغیرہ کا بندوبست کریں۔
- بچہ یا بچی کو اس بات کا اختیار نہیں دیا جائے گا کہ وہ ماں اور باپ میں سے جس کے پاس رہنا پسند کریں اس کے پاس رہیں کیونکہ ان بچوں کو وہ بالغ نظری حاصل نہیں کہ وہ دینی اور دنیاوی بھلائیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی ایک طرف کا بہتر انتخاب کر سکیں بلکہ یہ تو ابھی کھیل کود کو پسند کرتے ہیں اور جس کی طرف ان کو کھیل تماشا زیادہ ملے گا وہ ادھر جائیں گے اور جس طرف تعلیم و تعلم اور سیرت و اخلاق کی تعمیر کی بات ہو گی وہ اس طرف سے بھاگیں گے۔

ظاہر ہے کہ بچوں کو مذکورہ بالا آداب سکھانے کا حکم سرپرستوں کو دیا جا رہا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں کہ وہ خدا کے فرمانبردار بن جائیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں، ہاں اگر بچہ کا کوئی مرد سرپرست زندہ نہ رہا ہو تو پھر یہ حکم ماں، نانی وغیرہ کے لیے ہو گا اور ان کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ بچہ کی عمدہ تربیت کریں۔

## خلاصہ:

شریعت مطہرہ نے طلاق کو شوہر کو ایک حق کے طور پر دیا ہے مگر اس کا استعمال نہایت مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے استعمال کرنا چاہیے، لیکن جب طلاق کی نوبت آتی ہے تو اس میں بسا اوقات جذبات میں آکر طلاق کے بعد شرعی احکام کو بھلا دیا جاتا ہے، حالانکہ جیسے میاں بیوی پر دوران نکاح احکام واجب ہوتے ہیں اسی طرح طلاق دینے کے بعد شوہر اور بیوی پر مختلف قسم کے شرعی احکام بھی واجب ہوتے ہیں، جن کا خیال رکھنا شرعاً بہت ضروری ہے ان میں رجعت کے احکام اور اصول سے واقف ہونا بھی ضروری ہے اسی طرح عدت کے احکام سے واقف ہونا اور اس کے شرعی اصولوں کو مد نظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے اس میں کوتاہی بسا اوقات بہت پریشانی کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح عدت میں نان نفقہ اور بچے کی پرورش کے احکام بھی لاگو ہوتے اس میں بھی شرعی اصولوں کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

**سفارشات:**

(1) طلاق اللہ تعالیٰ کے ہاں مباح امور میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے اس میں حتی الامکان سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

(2) طلاق کے متعلق احکام کو سیکھنا بہت ضروری ہے تاکہ اس سے متعلق غلط فہمیوں سے نکلا جائے۔

(3) طلاق کے واقع ہونے بعد جو شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں اس متعلق معلومات حاصل کرنا بھی ضروری ہے مثلاً طلاق رجعی میں رجوع کے مسائل کا علم ضروری ہے تاکہ بعد میں مسائل پیدا نہ ہو۔

(4) اسی طرح عدت کی مکمل تفصیلات کا علم بھی ضروری ہے تاکہ عدت سے متعلقہ احکام سے واقفیت ہو اور اس میں بیوی کا حق ضائع نہ ہو۔

(5) اس طرح طلاق کے بعد نان نفقہ اور بچوں کی پرورش کے احکام بھی مرتب ہوتے ہیں اس کا علم بھی ضروری ہے تاکہ اس میں کوتاہیوں سے بچا جائے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

## حوالہ جات وحواشی

1۔ الدر المختار شرح تنویر الابصار، خصکفی، علاء الدین بن محمد، ، مکتبہ ایچ ایم سعید، کراچی 2003، کتاب الطلاق، ص:3/511

Al-Durr al-Mukhtār Sharh Tanwīr al-Absār, Khaskafī, ‘Alā' al-Dīn ibn Muhammad, Maktabah H.M. Saeed, Karachi, 2003, Kitāb al-Talāq, p. 3/511

2۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، الزحیلی، الدکتور وھبۃ الزحیلی، ، مکتبہ وحیدیہ، پشاور 2006 کتاب الطلاق، ص:7/345

Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu, Al-Zuḥaylī, Al-Duktur Wahbah al-Zuḥaylī, Maktabah Wahīdiyyah, Peshawar, 2006, Kitāb al-Talāq, p. 7/345

3۔ الدر المختار، خصکفی، علاء الدین بن محمد، ، مکتبہ، ایچ ایم سعید، کراچی 2006 کتاب الطلاق، باب العدۃ، ص:3/51

Al-Durr al-Mukhtār, Khaskafī, ‘Alā' al-Dīn ibn Muhammad, Maktabah H.M. Saeed, Karachi, 2006, Kitāb al-Talāq, Bāb al-‘Iddah, p. 3/51

4۔ سورۃ البقرۃ:2/229

Sūrah al-Baqarah: 2/229

5۔ سورہ الطلاق:1/65

Sūrah al-Talāq: 1/65

6۔ سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبد اللہ، القزوینی، المکتبہ دار الفکر بیروت، لبنان 2005 کتاب الطلاق، حدیث نمبر 2018 ص:1/650

Sunan Ibn Mājah, Ibn Mājah, Muhammad ibn Yazīd, Abū ‘Abdullāh al-Qazwīnī, Maktabah Dār al-Fikr, Beirut, Lebanon, 2005, Kitāb al-Talāq, Ḥadīth no. 2018, p. 1/650

7۔ سنن ابی داود، ابو داود، السجستانی، سلیمان بن الاشعث، مکتبہ دار لکتاب العربی، بیروت، 2005 حدیث نمبر 2283 ص:2/253

Sunan Abū Dāwūd, Abū Dāwūd al-Sijistānī, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, Maktabah Dār al-Kitāb al-‘Arabī, Beirut, 2005, Ḥadīth no. 2283, p. 2/253

8۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، الزحیلی، الدکتور وھبۃ الزحیلی، ، مکتبہ وحیدیہ، پشاور، 2006 کتاب الطلاق، ص:/345

Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu, Al-Zuḥaylī, Al-Duktur Wahbah al-Zuḥaylī, Maktabah Wahīdiyyah, Peshawar, 2006, Kitāb al-Talāq, p. 7/345

9۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، حدیث نمبر 1859، ص:1/597

Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Nikāḥ, Ḥadīth no. 1859, p. 1/597

10۔ الصحیح البخاری، بخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان، 2008 کتاب النکاح، باب اکفاء فی الدین، حدیث نمبر 5090 ص:2/268

Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bukhārī, Muhammad ibn Ismā ‘īl al-Imām, Maktabah Raḥmāniyyah, Lahore, Pakistan, 2008, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Kafā’ fī al-Dīn, Ḥadīth no. 5090, p. 2/268

11۔ سنن الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، ، مکتبہ دار الاحیا العربی للتراث، بیروت، لبنان، 2005 باب النظر الی المخطوبہ، حدیث نمبر ۱۰۸۷ ص:3/397

Sunan al-Tirmidhī, Abū ‘Īsā, Muhammad ibn ‘Īsā, Maktabah Dār al-Iḥyā’ al-‘Arabī li al-Turāth, Beirut, Lebanon, 2005, Bāb al-Naẓar ilā al-Makhtūbah, Ḥadīth no. 1087, p. 3/397

12۔ سنن ابی داود، ابو داود، سلیمان بن اشعث، السجستانی، ، مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت، 2003 باب نھی عن تزویج من لم یلد من النساء، حدیث نمبر 2052، ص: 2/175

Sunan Abū Dāwūd, Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath al-Sijistānī, Maktabah Dār al-Kitāb al-‘Arabī, Beirut, 2003, Bāb Nahī ‘an Tazwīj Man Lam Yalid min al-Nisā’, Ḥadīth no. 2052, p. 2/175

13۔ سنن الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، ، مکتبہ دار الاحیا التراث العربی، بیروت، لبنان، 2005 حدیث نمبر 1084 ص:3/394

Sunan al-Tirmidhī, Abū ‘Īsā, Muhammad ibn ‘Īsā, Maktabah Dār al-Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, Beirut, Lebanon, 2005, Ḥadīth no. 1084, p. 3/394

14۔ سورہ نسا:4/19

Sūrah al-Nisā’: 4/19

15۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، مجمع من العلماء فی خلافۃ العثمانیہ، مکتبہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، مادہ نمبر 29، ص:19

Majallah al-Aḥkām al-ʻAdliyyah, Majmaʻ min al-ʻUlamāʼ fī Khilāfah al-ʻUthmāniyyah, Maktabah Qadīmī Kutub Khānah, Karachi, Māddah no. 29, p. 19

16۔ ردالمحتار، شامی، علامہ ابن عابدین، محمد امین ابن عمر ابن عبد العزیز،، مکتبہ دارالفکر، بیروت، 2002 کتاب الطلاق، ص:3/400

Radd al-Muḥtār, Shāmī, ʻAllāmah Ibn ʻĀbidīn, Muhammad Amīn ibn ʻUmar ibn ʻAbd al-ʻAzīz, Maktabah Dār al-Fikr, Beirut, 2002, Kitāb al-Talāq, p. 3/400

17۔ الھدایہ، المرغینانی، ابوالحسن، علی بن ابی بکر الفرغانی کتاب الطلاق، مکتبہ بشری، کراچی ص:، /215

Al-Hidāyah, Al-Marghīnānī, Abū al-Ḥasan ʻAlī ibn Abī Bakr al-Farghānī, Kitāb al-Talāq, Maktabah Bushrā, Karachi, p. 215

18۔ الفقہ اسلامی وادلتہ، الزحیلی، وھبۃ الزحیلی، کتاب الطلاق، ص:7/241

Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu, Al-Zuḥaylī, Wahbah al-Zuḥaylī, Kitāb al-Talāq, p. 7/241

19۔ البحر الرائق، ابن نجیم ا، براھیم بن محمد، المصری، مکتبہ دارالکتاب الاسلامی، بیروت 2007 جلد 4، صفحہ 154

Al-Baḥr al-Rāʼiq, Ibn Nujaym, Ibrāhīm ibn Muhammad al-Miṣrī, Maktabah Dār al-Kitāb al-Islāmī, Beirut, 2007, vol. 4, p. 154

20۔ سورہ بقرہ:2/228

Sūrah al-Baqarah: 2/228

21۔ سورہ بقرہ: 2/228

Sūrah al-Baqarah: 2/228

22۔ الفقہ اسلامی وادلتہ، الزحیلی، وھبۃ الزحیلی،، مطبوعہ مکتبہ وحیدیہ، پشاور، 2006 کتاب الطلاق، فصل فی العدۃ، ص:7/241

Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu, Al-Zuḥaylī, Wahbah al-Zuḥaylī, Maktabah Wahīdiyyah, Peshawar, 2006, Kitāb al-Talāq, Faṣl fī al-ʻIddah, p. 7/241

23۔ الدرالمختار شرح، خصکفی، علاءالدین بن محمد،، مکتبہ ایچ ایم سعید، 2003 کراچی، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ص:3/511

Al-Durr al-Mukhtār Sharh, Khaskafī, ʻAlā' al-Dīn ibn Muhammad, Maktabah H.M. Saeed, Karachi, 2003, Kitāb al-Talāq, Bāb al-ʻIddah, p. 3/511

24۔ البحر الرائق شرح کنزالدقائق، ابن نجیم، زین الدین ابن ابراھیم بن محمد،، مکتبہ دارلکتاب الاسلامی، بیروت، 2001، فصل فی الاحداد، ص:4/163

Al-Baḥr al-Rāʼiq Sharḥ Kanz al-Daqāʼiq, Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muhammad, Maktabah Dār al-Kitāb al-Islāmī, Beirut, 2001, Faṣl fī al-Iḥdād, p. 4/163

25۔ الھندیہ، لجنۃ من علماء ریاسہ نظام الدین،، مکتبہ دارالفکر، بیروت، لبنان، 2006 کتاب الطلاق، فصل فی المعتدہ، ص:1/557

Al-Hindiyyah, Lajnah min ʻUlamāʼ Riyasah Niẓām al-Dīn, Maktabah Dār al-Fikr, Beirut, Lebanon, 2006, Kitāb al-Talāq, Faṣl fī al-Muʻtaḍdah, p. 1/557

26۔ الدرالمختار، الحصفکی، علامہ علاءالدین بن محمد،، مکتبہ زکریا، کراچی 2006 کتاب الطلاق، باب النفقہ، ص:5/333

Al-Durr al-Mukhtār, Al-Khasfakī, ʻAllāmah ʻAlā' al-Dīn ibn Muhammad, Maktabah Zakariyyah, Karachi, 2006, Kitāb al-Talāq, Bāb al-Nafaqah, p. 5/333

27۔ سورہ بقرۃ:2/235

Sūrah al-Baqarah: 2/235

28۔ الھندیہ، مجمع علماء ھند، مکتبہ داالفکر بیروت، 1998، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ص:1/541

Al-Hindiyyah, Majmaʻ al-ʻUlamāʼ Hind, Maktabah Dār al-Fikr, Beirut, 1998, Kitāb al-Talāq, Bāb al-Khizānah, p. 1/541

29۔ الھندیہ، مجمع علماء ھند بریاست نظام الدین، کتاب الطلاق، باب الحضانت، ص:1/541

Al-Hindiyyah, Majmaʻ al-ʻUlamāʼ Hind, Riyasat Niẓām al-Dīn, Kitāb al-Talāq, Bāb al-Khizānah, p. 1/541

30۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، الزحیلی، الدکتور وھبہ،، مطبوعہ، دارالفکر، دمشق، 1980 سوریا، باب اجرۃ الحضانۃ، ص:10/58

Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu, Al-Zuḥaylī, Al-Duktur Wahbah, Maktabah Dār al-Fikr, Damascus, Syria, 1980, Bāb Ujrat al-Khizānah, p. 10/58